رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹

ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے

انڈیا سے باہر پانچ روپیہ صہ

قیمت فی پرچہ ۱ صہ

بجوار مسجد نور قادیان زیر مینار بلند جو مہمانوں کے لئے وقف ہے

خلافت نمبر

بدر کا

ایڈیٹر قاسم علی احمدی

جلد ۱۲ | قادیان مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۲۸ء مطابق ۶ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ | نمبر ۸۰

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

(۲) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بخیریت ہیں اور میاں ناصر احمد صاحب سلمہ ربہ جو مولوی فاضل کا امتحان دینے کے واسطے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ لاہور تشریف لے گئی ہیں۔ اور خاندان رسالت میں بہمہ نوع خیریت ہے۔

(۳) ۲۰ مئی کو مولوی مطیع الرحمن صاحب و یوسف خاں صاحب جہلمی کے برائے تبلیغ امریکہ اور حافظ جمال احمد صاحب کو تبلیغ کے لئے مارلیشش جانے پر طلباء اور اساتذہ تعلیم الاسلام ہائی سکول نے ایڈریس دیئے۔ اور دعوت چاء کی۔ اور اس کے بعد بتقریب افتتاح جامعہ احمدیہ تمام مبلغین اور معزز احباب قادیان کو واٹر پارٹی دی گئی۔ اور ایڈریس میں جامعہ ملیہ اور مبلغین امریکہ و مارلیشش کا ذکر کیا گیا۔ جس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک جامع تقریر فرمائی۔ اور ۲۱ مئی کو امریکہ جانے والے مبلغین کو حضرت صاحب اور دیگر جماعت نے بیرون قصبہ تک جاکر بڑی دعا کے ساتھ الوداع کیا۔ خدا تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو آمین۔ جمال احمد صاحب بعد عید جائیں گے

حسرتناک وفات

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ جناب مولوی عبد السلام صاحب خلف حضرت خلیفہ اوّل کی اہلیہ صاحبہ ۲۶ مئی کو بوقت ۶ بجے صبح کے یک لخت دل کی حرکت بند ہو جانیسے فوت ہو گئیں۔ اس اچانک موت سے جو جوانی کے عالم میں واقع ہوئی از حد رنج و الم ہوا۔ مرحومہ اخویم چوہدری ابو الہاشم صاحب ایم۔ اے انسپکٹر مدارس بنگال کی نہایت پیاری اور نیک دل دختر تھیں۔ مرحومہ نے دو بچے ایک چار سالہ دوسرا ڈیڑھ سالہ چھوڑا۔ اس ناگہانی موت سے ہمیں حضرت خلیفہ اوّل کے خاندان اور چوہدری صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور معصوم بے ماں کے بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ ۶ بجے شام کے مرحومہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت صاحب نے جنازہ پڑھایا۔

بخدمت شریف

ریاض صاحب

قادیان

2a

1

ضروری اعلان ۔ سلام طلباء و معلمین ۔ سلام ۔ سلام ۔ سلام

غلطی سے چھپ گیا ہے۔ وہ درست ہے

ضروری اعلان ۔ سلام ۔ سلام ۔ سلام

(بقیہ صفحہ ۱۲)

لاجک کے مضحکہ خیز ہونے کی یہ ہے۔ کہ فرض کرو۔ مسیح موعود علیہ السلام ان چالیس کے نام بھی الوصیت میں درج کر دیتے۔ تو اس سے یہ کیونکر لازم آجاتا ہے۔ کہ بغیر نام بتائے تو چالیس فردیت سے خلیفے بنانے کے مختار ہیں۔ مگر چالیس کا نام بتانے سے پھر وہ ایک ہی با اختیار خلیفہ بنا سکتے۔ صرف نام بتانے سے ہی ان کے اختیارات انتخاب مسلوب ہو جاتے مثلاً چالیس کی بجائے سمجھ لو۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے چار مومنوں کی اتفاق رائے پر تقرر خلفائی وصیت فرمائی ہوتی۔ اور ساتھ ہی ان چار اصحاب کے نام بھی لکھ دیتے۔ کہ وہ ایم۔ اے اینڈ کو کے اربعہ عناصر مولوی محمد علی۔ مرزا یعقوب بیگ۔ شیخ رحمت اللہ ڈاکٹر محمد حسین ہیں۔ اور وصیت میں اس طرح ارقام فرماتے ہیں۔ کہ

"جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں۔ میرے بعد میرے نام پر لوگوں سے بیعت لیں۔ اور ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت یہ چار مومن مولوی محمد علی۔ مرزا یعقوب بیگ۔ شیخ رحمت اللہ۔ ڈاکٹر محمد حسین اتفاق کرینگے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا"!

تو اس اظہار نام سے ان ائمہ اربعہ کو کون سا لفظ ایک سے زائد خلیفہ انتخاب کرنے سے روک دیتا۔ کیا یہی چاروں امام جگہ بجگہ خلیفہ انتخاب نہ کر سکتے کیا محض نام بتا دینے سے اب ان کو مجبوراً ایک ہی خلیفہ بنانا پڑتا۔ اور اب جبکہ نام نہیں بتائے اور تعداد ہی بتا دی۔ کہ چار مومن جس پر اتفاق کریں۔ وہ خلیفہ ہو جائیں گے۔ اس عدم اظہار نام نے ثابت کر دیا۔ کہ مسیح موعودؑ کا منشاء نام نہ بتانے سے یہی تھا۔ کہ گاؤ گاؤ خلیفہ ہوں؟ کیا بے نظیر استدلال ہے۔ ذرا حضرت ایم۔ اے صاحب یہ تو فرمائیں۔ کہ چالیس مومن اگر نامزد ہو جاتے۔ تو بقول آپ کے وہ ایک ہی خلیفہ بنانے پر کیوں مجبور ہوتے؟ دوم ان کا ہر خلیفہ کی موت اور اس کے بجائے جدید خلیفہ کے انتخاب کیوقت تا قیامت زندہ رہنا بھی ضروری ہوتا۔ یا نہیں؟ اگر نہیں تو ان میں سے انتخاب خلیفہ اوّل کیوقت دو چار مر چکے ہوتے۔ اور پانچ سات دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر سدھار جاتے۔ اور دو چار تیسرے خلیفہ کے وقت خاتمہ پر پہونچتے۔ تو ان نامزدگان میں سے وفات یافتگان کی بجائے چالیس کی تعداد کو پورا کس طرح کیا جاتا۔ کیونکہ یہ چالیس جو مسیح موعودؑ کے نامزد کئے ہوئے تھے۔ ان میں پانچ مر گئے۔ ۳۵ باقی رہ گئے۔ اور خلیفہ کے انتخاب کا وقت آگیا۔ تو یہ پانچ کی کمی جو ۴۰ کو پورا کرنے کے لئے ضروری تھا کون پوری کرتا؟ خلیفہ متوفی یا امیدوار خلافت کو تو نئی بھرتی کرنے کا کوئی اختیار ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ چالیس میں سے جتنے مر گئے ہیں۔ ان کی جگہ اتنے نئے ووٹر بھرتی کر دے۔ اور اگر کر دے تو مسیح موعودؑ کے نامزد کردہ بقیہ ۳۵ کیوں اس بھرتی کو منظور کرینگے جو اصلی وصی کی طرف سے نہیں۔ آخر انجام ایک دن یہ ہوگا۔ کہ ۴۰ کے ۴۰ ہی دنیا سے اٹھ جائیں گے۔ اور ان کی جگہ نئی بھرتی کا بغیر مسیح موعودؑ کے کسی کو حق ہی حاصل نہیں لہذا کوئی خلیفہ آئندہ مسند نشین خلافت ہو ہی نہیں سکے گا۔ نہ ایک نہ گاؤں گاؤں۔ چلو خسکم جہاں پاک جھگڑا ہی نہ رہا۔ یہ ہے ایم۔ اے صاحب کی دیں کا آغاز و انجام۔ اور اس پر حضرت عمرؓ کے چھ نامزدگان کی نظیر پیش کرنا قیاس مع الفارق اور خیال خام ہے اگر پھر اس کو لکھیں گے۔ تو ہم انشاء اللہ انہیں اس نظیر کا ان کے خلاف مدعا ہونا آفتاب کی طرح دکھا دینگے چاہے پھر یہ آنکھیں ہی بند کر لیں۔ پس ہمارا وہ سوال جو آپ کے لئے سوہان روح ہے۔ بدستور بحال ہے کہ نور الدینؓ کو آپ نے کس حکم کے مطابق اصلی معنوں میں خلیفۃ المسیح بروئے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت قبول کیا تھا؟

اطلاع: ۔ حسب اعلان سابقہ خریداران کے نام اگلا پرچہ وی پی ہوگا۔ وصول کر کے ثواب حاصل کریں۔ (مینجر فاروق)

اعلیٰ مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہم ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں بحساب دو روپیہ چار آنہ فی گز اور ہر قسم کی مشہدی کناویز عورتوں کے سوٹ کے لئے فی گز ۲ چھ فروخت کرتے ہیں۔ نیز کلاہ پشاوری جس قیمت اور سائز کا مطلوب ہو بھیجا جا سکتا ہے۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے۔ تو صرف محصول ڈاک کاٹ کر باقی قیمت واپس کر دیجائیگی۔ یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیج دی جائیگی۔ احمدی احباب فرمائش بھیجکر فائدہ اٹھائیں۔ مال دوسری دوکانوں کی نسبت عمدہ اور نسبتاً ارزاں ارسال ہوگا۔

پتہ

میاں محمد و غلام حیدر بازار کریم پورہ شہر پشاور

مشینری زراعتی آلات و سامان آہنی

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشین۔ آہنی رہٹ (ہرٹ) نہری اونچے رقبہ اراضی کے لئے جھلاریں زراعتی فارم کے نمونے کے آہنی ہل۔ خراس (بیل چکی) بیلنہ جات۔ چاولوں کی مشین (رائس ملز) سیویاں۔ پھینیاں بنانے کی مشین بادام روغن نکالنے کی مشین وغیرہ وغیرہ منگوانے کے لئے ہماری بالتصویر فہرست مطلب فرمائیے۔

علاوہ ازیں ہر قسم کی ڈھلائی لوہے پیتل وغیرہ کا کام پیٹرن نمونہ آنے پر کرایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔

پتہ

ایم۔ عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز

احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء

احمدی مشن

خلافت احمدیہ

(۲)

آج ۲۷ رمئی کا وہ دن ہے۔ جس میں آفتاب رسالت غروب ہو کر ماہتاب خلافت جلوہ فگن ہوا تھا۔ اس کے اس عہد جدید کی یاد تازہ کرنے کے لئے یہ پرچہ جو ۲۷ رمئی کو ہی شائع ہوتا ہے۔ میں نے خلافت حقہ کے واقعات کو ناظرین فاروق کی واقفیت کیلئے لکھدینا ضروری سمجھا ہے۔ وباللہ التوفیق ؛

امتحان کا وقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور ہوا۔ اور ۲۷ رمئی کو حضور مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور علیہ السلام نے اپنی رحلت سے قریباً ڈھائی سال پیشتر ایک رسالہ "الوصیت" نام سے شائع فرمایا۔ جس کے ذریعہ آپ نے تمام احمدیوں کو اپنی وفات کے اور بعد وفات پیش آنے والے واقعات کے متعلق خبردار کیا۔ یہ رسالہ احمدیہ جماعت کے لئے بمنزلہ نصاب تعلیم کے تھا۔ جس کو ہر فرد جماعت نے خوب پڑھا اور یاد کیا۔ آخر وہ دن بھی آگیا۔ جبکہ اس کورس کا امتحان ہونا تھا۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ کون پاس اور کون فیل ہوتا ہے۔ سو وہ تاریخ امتحان ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء ارادہ الٰہی میں مقرر تھی۔ جبکہ احمدیہ جماعت کا امتحان لیا جانا تھا۔ وہ تاریخ آئی۔ اور امتحان ہوا۔ جس میں حسب لیاقت کوئی فسٹ ڈویژن میں اور کوئی سیکنڈ میں سب پاس ہو گئے ؛

متعلمین کی کلاس اور ممتحن

اس احمدیہ نصاب تعلیم کا امتحان دینے والے متعلم چار فریقوں میں تقسیم ہوئے۔ یعنی اول۔ دوم سوم۔ فریق اول میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تمام خاندان معہ متعلقین داخل ہوا۔ اور فریق دوم میں مجلس معتمدین کے جملہ ممبران اور فریق سوم میں دیگر مہاجرین قادیان اور فریق چہارم میں تمام جماعت احمدیہ کے بیرونی افراد (مرد سب)۔ ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو پانچ بجے شام سے قبل خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی وکیل لاہور ممتحن قرار پائے۔ اور پرچہ امتحان تقسیم ہوا۔ اے۔ بی۔ سی کلاس کے تمام متعلم اور درجہ چہارم کے امتحان دینے والوں میں سے بھی چند مقامات کے افراد قادیان اگر امتحان میں شامل ہو گئے۔ امتحان شروع ہوا۔ اور تین بجے سے قبل پرچہ امتحان کا جواب دینا ضروری قرار پایا۔ قادیان میں قریب بارہ سو کے امتحان دینے والوں نے وقت مقررہ کے اندر جواب دیدیئے۔ اور حسب لیاقت درجہ سب ہی پاس ہو گئے۔ فسٹ ڈویژن میں خاندان رسالت اور سیکنڈ ڈویژن میں ممبران صدر انجمن و دیگر مہاجرین۔ اور باہر کے مقامات سے آئے ہوئے اصحاب کامیاب ہوئے ؛

سوال زیر امتحان اور اس کا جواب

سوال زیر امتحان یہ تھا۔ کہ بموجب رسالہ "الوصیت" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضور کا کوئی جانشین ہونا چاہیئے یا نہیں اور اور اس کی کیا حیثیت ہوگی۔ اس کا مندرجہ ذیل تحریری جواب تمام جماعت احمدیہ نے جو قادیان میں اس وقت حاضر تھی۔ یہ دیا۔ کہ:۔

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں۔ اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب (جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقی ہیں) کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

(بدر مورخہ ۲ رجون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

امتحان کے دن یہ تحریری جواب جن احباب نے دیا ان کے نام کثیر ہیں۔ جو اخبار بدر مورخہ ۲ رجون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ و ۳ میں نقل ہو چکے ہیں۔ ان میں سے چند ہائی کلاس والوں کے نام یہاں درج کئے دیتا ہوں۔ جن کے دستخط اس عہد نامہ پر ہیں۔

فسٹ ڈویژن میں پاس ہونے والوں کے نام

(۱) شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویر ہوس لاہور (۲) سید محمد احسن صاحب امروہوی (۳) سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور (۴) محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز (۵) خواجہ کمال الدین (۶) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ (۷) مرزا خدا بخش (عسل مصفیٰ ۱۱) (۸) اکبر شاہ خاں نجیب آبادی (۹) ملک مبارک علی تاجر لاہور (۱۰) مولوی غلام حسن سب رجسٹرار پشاور (۱۱) ڈاکٹر بشارت احمد (۱۲) اسسٹنٹ سرجن بھیرہ (۱۳) خلیفہ رشید الدین لاہور (۱۴) صاحبزادہ مرزا محمود احمد (۱۵) صاحبزادہ بشیر احمد (۱۶) میر ناصر نواب (۱۷) شیخ یعقوب علی۔ (۱۸) مفتی محمد صادق (۱۹) ماسٹر شبیر علی بی۔ اے (۲۰) نواب محمد علی خاں (۲۱) خلیفہ رشید الدین اسسٹنٹ سرجن وغیرہ۔ ان سب نے پاس ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھکر حضور کو دفن کیا۔ اور بیرونی احمدیوں کے نام مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ؛

قادیان سے باہر رہنے والوں کو اطلاع

خدا تعالےٰ کی شان ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب اس زمانہ میں صدر انجمن کے

سیکرٹری تھے۔ ان کے ہی دستخطوں سے یہ اطلاع اور آرڈر تمام احمدیوں کے نام بذریعہ اخبار بدر مورخہ ۲ر جون ۱۹۰۸ء جاری ہوا کہ:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعودؑ باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے اصحاب موجود تھے۔ مولانا سید محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ محمود احمد صاحب۔ نواب محمد علی خانصاحب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب خلیفہ رشید الدین صاحب و خاکسار خواجہ کمال الدین موت اگرچہ اچانک تھی۔ اور اطلاع دینے کا بہت ہی کم موقعہ ملا۔ تاہم انبالہ۔ جالندھر۔ کپورتھلہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ گجرانوالہ۔ وزیرآباد۔ جموں۔ گجرات بٹالہ۔ گورداسپور مقامات سے معزز احباب آگئے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ ایک کثیر جماعت نے قادیان اور لاہور میں پڑھا۔ حضرت قبلہ حکیم الامت سلمہ کو مندرجہ بالا جماعتوں کے احباب اور دیگر کل حاضرین قادیان نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے۔ بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔ یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔ چندوں کے متعلق سردست یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ ہر قسم کے چندے جن میں چندہ لنگر خانہ بھی شامل ہے حسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام حسب معمول بھیجے جاویں۔"

(دستخط) خواجہ کمال الدین بلیڈر سکرٹری انجمن احمدیہ

(بدر صفحہ اوّل مورخہ ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

واقعات بالا کے نتائج

ان تمام واقعات بالا سے مندرجہ ذیل نتائج بالتصریح بلا تکلف برآمد ہوتے ہیں۔ جن کو احباب خوب یاد رکھیں تاکہ اگلے واقعات کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۱) صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ممبران موجودہ قادیان خاص کر اہل پیغام کے اراکین اعلیٰ نے بعد مشورہ باہمی یہ تسلیم کر لیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں اپنے بعد اپنا جانشین اور خلیفہ ہونا فرما دیا ہے۔

(۲) رسالہ الوصیت کے وصایا کے مطابق خلیفۃ المسیح والمہدی کا انتخاب بالاتفاق بارہ سو افراد موجودہ قادیان نے بشمولیت خاندان رسالت و ممبران صدر انجمن قادیان منظور کیا۔

(۳) حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو حسب فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ بالا الوصیت خلیفۃ المسیح منتخب کیا۔

(۴) سب ممبران مجلس معتمدین و خاندان رسالت و مہاجرین قادیان نے ایک درخواست تحریری نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کی۔ جس میں لکھا کہ:۔

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان صدق دل سے اس امر پر متفق ہیں کہ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے ہاتھ پر تمام احمدی جماعت بیعت کرے۔"

(۵) اور مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔"

(۶) بلا رد و انکار ہر ایک احمدی جس نے مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہوئی ہے۔ خلیفۃ المسیحؓ کی دوبارہ بیعت کرے۔

(۷) جملہ ممبران مجلس معتمدین اور مہاجرین قادیان و خاندان رسالت نے خلیفۃ المسیحؓ کی بیعت کی۔

(۸) تمام بیرونی احمدیوں کو جو سلسلہ میں داخل تھے اور مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ تحریری حکم دیا۔ کہ وہ سب مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر خود حاضر ہو کر یا بذریعہ خط بیعت کریں۔

(۹) حضرت مولوی صاحب کو زبانی اور تحریری خلیفۃ المسیح اوّل کہا اور لکھا گیا۔ جس سے ظاہر ہوا۔ کہ آئندہ بھی خلفاء ہونگے۔

(۱۰) اور یہ سب کچھ حسب وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت حضرت مسیح موعودؑ کیا گیا۔ نہ کہ اپنے اجتہاد اور رائے سے۔

شش سالہ عمل درآمد

۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء سے لے کر ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء تک

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی خلافت رہی۔ اور بلا چون و چرا تمام اہل پیغام اس پر طوعاً یا کرہاً قائم رہے۔ اور کبھی اس عرصہ کے درمیان علانیہ طور پر پیغام پارٹی نے یہ سوال نہیں اٹھایا۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلہ خلافت کا جاری ہونا رسالہ الوصیت کے خلاف ہے۔ یا خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے بعد کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یا مولوی صاحب کی خلافت مخصوص تھی۔ اور مفوض اور کسی خلیفہ کا ہونا جائز نہیں۔ لیکن آثار سے ان کو یہ معلوم ہوتا گیا۔ کہ مولوی صاحب کے بعد یقیناً حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ ضرور خلیفہ ہوں گے۔ اور ان سے اہل پیغام کو ایسا ہی خوف تھا۔ جس طرح شیطان کو حضرت عمر رضی اللہ کے سایہ سے تھا۔ اس لئے خفیہ خفیہ وہ ریشہ دوانیاں کرتے رہتے تھے۔ کہ کسی طرح مولوی صاحب کے بعد صاحبزادہ صاحب خلیفہ نہ ہو جائیں۔ اور اس کے لئے انہوں نے بڑا پروپیگنڈا جاری رکھا۔ اور افراد جماعت کو ہر طرح سے اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن ان کو اپنی کوششیں بار آور امید افزاء نہ نظر آئیں۔ اور معلوم کر لیا کہ احمدیہ قوم بجز صاحبزادہ صاحب کے نہ خواجہ کو نہ ڈاکٹر کو نہ مولوی محمد علی کو یا ان کے پارٹی میں سے کسی کو اس قابل سمجھتی ہے۔ کہ وہ خلیفۃ المسیح کے معزز لقب اور اس انعام الٰہی کا مورد ہو سکے۔ یہاں تک کہ پیغامی فتنہ ایک "داعی الحق" اور

داعی الوصیت" کے بہروپ میں ظاہر ہوا۔

پیغام پارٹی کے خیالات کا چربہ

نومبر ۱۹۲۳ء میں لاہور سے ایک گمنام ٹریکٹ "الموسوم بہ "اظہار حق نمبر ۱" شائع ہو کر ہندوستان کے مختلف شہروں میں عموماً اور جماعت احمدیہ کے افراد کے نام خصوصاً ہر جگہ بذریعہ ڈاک بھیجا گیا۔ اس ٹریکٹ پر شائع کنندہ کا نام "داعی الحق" لکھا۔ اور بزدلی اور بے ایمانی کی حد کر دی۔ کہ مطبع تک کا نام اس پر نہ طبع کیا۔ کہ کس مطبع سے چھپوایا گیا ہے۔ اس ٹریکٹ میں بے حیا "داعی الحق" نے مندرجہ ذیل امور بیان کئے ہیں۔ میں نے طوالت سے ڈر کر درمیانی واقعات چھوڑ دیئے ہیں۔ جن میں کہ اراکین پیغام کا دوبارہ سہ بارہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی بیعت کرنے کا ذکر تھا۔ اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کی قرب وفات کے واقعات کو تازہ کرنا مناسب سمجھا ہے۔

خلافت راشدہ کا انکار

داعی الحق لاہور نے اظہار حق نمبر ۱ میں لکھا کہ:۔

(۱) "ماموریا شخص کی وفات کے بعد غیر ماموروں کی جانشینی نے اسلام کو تفرقوں کا آماجگاہ بنا دیا۔ اور خلافت کا مسئلہ ایسا اسلام کے لئے وبال جان ثابت ہوا کہ اس نے مسلمانوں کے دین و دنیا کو تباہ کر دیا"

(۲) "اس زمانہ کا مصلح اور مجدد مہدی اور مسیح دنیا کو شخصی خود مختارانہ حکومتوں سے خواہ وہ دنیاوی ہوں یا دینی آزاد کرانے کے لئے تشریف لایا اس نے اپنے ہاتھ سے جمہوریت کا پودا لگایا"

(۳) "حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی الوصیت میں صاف کر دیا ہے۔ کہ آپ کی وفات کے بعد بیعت کا سلسلہ ایک خاص شخص کی شخصیت تک محدود نہ رہے۔ بلکہ مختلف جگہوں پر جو بزرگوار ہیں۔ ان کو اجازت ہے۔ کہ جس پر ۴۰ مومن اتفاق کریں۔ تو وہ اپنے ہاتھ پر سلسلہ احمدیہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے نام پر لوگوں سے بیعت لیں۔ نہ کہ اپنے یا کسی اور کے نام پر"

(۴) افسوس ہے۔ کہ باوجود کھلے کھلے احکام کے جماعت کیوں اتنی بزدل ہو گئی ہے۔ اور کیوں وہ ایسے آدمی کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر راضی ہو گئی جو حضرت مسیح موعود کے نام پر نہیں بلکہ (نورالدین) کے نام پر بیعت لیتا ہے"

(۵) صدر انجمن حضرت مہدیؑ کی حقیقی جانشین ہے۔ نہ کسی شخص واحد کی شخصیت جانشین ہے۔

(۶) ایک غلطی تو ساری قوم کر بیٹھی ہے کہ شخصی غلامی اختیار کر کے اپنی خداداد طاقتوں کو ایک غیر مامور شخص (مولوی نورالدینؓ) کے ہاتھوں میں دیدیا اگر آئندہ کے لئے اسی غلطی پر اصرار کیا گیا۔ تو قوم میں پیر پرستی شروع ہو جائیگی۔

(۷) مولوی نورالدین صاحب کی میرے دل میں عزت ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ایسا موحد شخص اپنے امام کے کھلے کھلے منشاء کے خلاف قوم میں پیر پرستی کا بیج بونا چاہتا ہے۔

(۸) یہ کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ایسی ہونہار قوم کی باگ ڈور سلسلہ کے کسی ایک شخص کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ اور اسے غیبی خلیفہ بنا کر اس میں خودسری اور رعونت پیدا کی جائے۔

(۹) میرا روئے سخن ان لوگوں سے ہے۔ جنہوں نے مسیح موعودؑ کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ خدا کے لئے گواہی دیں۔ کیا انہوں نے اس وقت بھی اسی قسم کی پیر پرستی کے نظارے دیکھے تھے۔ جیسا کہ آج کل قادیان میں موجودہ خلیفہ (نورالدینؓ) اور امیدوار خلیفہ (میاں محمود احمدؓ) کے قول اور فعل میں دیکھے جاتے ہیں۔

(۱۰) انشاء اللہ دوسرے ٹریکٹ میں قادیان کے چند ایک آدمی جن کے لیڈر میر ناصر نواب اور ایڈیٹر الحکم ہیں۔ ان کی حقیقت کھولوں گا۔ اور اسی ضمن میں امیدوار خلیفہ (حضرت محمود احمدؓ) کے اخلاق فاضلہ کا بھی ذکر کروں گا"

(۱۱) اس وقت جماعت میں بہت سے لوگ ہیں۔ جو طوعاً و کرہاً ایک شخص واحد (خلیفہ اوّلؓ) کی بیعت پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور ان کے خیال میں اس بیعت لینے والے (خلیفہ اوّلؓ) سے بہتر بزرگ جماعت میں موجود ہیں۔ (جو غالباً خواجہ و ڈاکٹر و مرزا و مولوی ہوں گے۔ فاروق)

(۱۲) یہ سارا وبال صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کی غلطی سے ہے۔ جنہوں نے بانی سلسلہ کی وفات کے اضطراب میں ساری قوم کو پیر پرستی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔

(۱۳) قبل از وقت پیر بنانے کے منصوبے پکائے جا رہے ہیں۔ اور ایک خاص گروہ بنام انصار اللہ قوم کے جملہ بزرگواروں کو نیچا کرنے پر مقرر کر دیا گیا ہے۔

(۱۴) پیغام صلح کو بغیر قصور جتلائے اور بیعت کا موقعہ دیئے بند کر کے جماعت کو اس سے بدظن کر دیا ہے۔ اور ایک معزز طبقہ جماعت کی اس قدر بے توقیری محض خلافت کی رعونت میں کر دیجاتی ہے۔ اور پھر اس کا مرتکب وہ شخص (نورالدینؓ) ہوتا ہے۔ جو جماعت میں عالم قرآن و حدیث و تجربہ کار سمجھا جاتا ہے۔

(۱۵) کیا میر ناصر نواب اور ایڈیٹر الحکم کے کارناموں سے موجودہ خلیفہ (نورالدینؓ) ناواقف ہے؟ واقف ہے اور اچھی طرح جانتا ہے جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں۔ مگر چونکہ یہی لوگ اس کے گرد و پیش ہیں۔ اس لئے وہ ان کی رضامندی پر نہ چلے تو اور کیا کرے" (اظہار الحق نمبر ۱)

یہ ہے اراکین پیغام کے خیالات کا چربہ جو خفیہ ریشہ دوانیوں میں ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد گمنام تحریروں کے ذریعہ لوگوں میں پھیلا کر قوم کا منشاء معلوم کرنا چاہا۔ خدا کی شان ان ٹریکٹوں کا نکلنا تھا کہ تمام قوم نے چار جانب سے لعنت و ملامت کے ووٹ پاس کر کے داعی الحق اور اس کے حامیوں کی وہ خبر لی۔ کہ ان کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو گیا۔ اور خوب سمجھ گئے۔ کہ یہ جادو الٹا پڑا اور پیغام پارٹی کے تمام منصوبے کو خاک میں ملانے والا ثابت ہوا۔ اس

بدبختی کو محسوس کر کے پیغام کے پیر مغاں نے ایک پمفلٹ شائع کیا۔ جو عین حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ کی وفات کے وقت لوگوں کو بذریعہ ڈاک ملا۔ اور اس میں مندرجہ ذیل امور برہنہ ہو کر لکھدیئے۔

پیر مغاں کا اعلان

جس وقت حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ کی حالت نازک ہوگئی۔ اور آپ کی وفات کا اب احتمال نہیں بلکہ غالب یقین ہوگیا۔ کہ آپؓ کا وقت رحلت آن پہنچا ہے۔ تو مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے اپنے رفقاء کے مشورہ سے مضطرب الحال ہو کر وفات سے چند یوم قبل خفیہ خفیہ ایک اعلان لکھکر برہمن سٹیم پریس لاہور میں چھپنے کو بھیجا۔ اور جھٹ پٹ چھپوا سلوا پیکٹ بنا خریداران ریویو آف ریلیجنز کی چٹھیوں لگا لاہور میں ہی بانتظار موت تیار رکھا۔ جونہی ۱۳ رمارچ کو خبر وفات بذریعہ تار لاہور پہونچی۔ تو لاہور سے ہی تمام بیرون جماعتوں کے معززین کے نام بذریعہ ڈاک روانہ کرایا۔ چنانچہ وہ اعلان خاکسار ایڈیٹر فاروق کو ۱۵ رمارچ ۱۴ء کو جبکہ میں دہلی میں اخبار الحق نکالا کرتا تھا۔ بذریعہ ڈاک ملا۔ کھولا۔ پڑھا اور حیرت ہوئی۔ کہ ؎

ایں چہ می بینم۔ بیداری است یارب یا بخواب

اس کے شروع میں کانپتے ہاتھ سے لکھا کہ:۔

"میں نے یہ چند سطریں سلسلہ کی بہبودی کیلئے لکھی ہیں۔ میں سلسلہ میں تفرقہ انداز نہیں ہوں۔ اس وقت مجھے قطعاً یہ بھی علم نہیں۔ کہ کوئی شخص حضرت خلیفۃ المسیح کا جانشین منتخب ہوگا۔"

مولوی محمد علی صاحب کا ضمیر ترساں ہے۔ دل لرزاں ہے۔ یقین ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کا کوئی شخص ضرور جانشین ہونا چاہیئے اور ہوگا۔ اور جس کے جانشین ہونے کا خوف غالب ہے۔ وہ اس اعلان کے لکھنے کا محرک ہو رہا ہے۔ کہ اب کیا کیا جائے۔ آخر اضطراری حالت میں جبکہ اپنی پارٹی میں سے کسی شخص کی بھی جانشینی کی امید نہیں رہی۔ تو سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں نظر آیا۔ کہ اب سرے سے خلافت کا ہی انکار کر کے دیکھ لیا جائے۔

ایم اے اینڈ کو کی مایوسی

چنانچہ بڑے ہیر پھیر کے بعد آپ اصل مطلب کی طرف آتے ہیں۔ مگر ڈرتے ڈرتے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ

"بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ جس شخص کو چالیس آدمی منتخب کر لیں وہی خلیفہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تائید میں وہ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کو پیش کرتے ہیں۔" ص۲

مولوی محمد علی صاحب کا دل بھرآتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت ان کو مصیبت میں ڈال رہی ہے۔ چالیس مومنوں کے انتخاب سے خلیفہ کا تقرر لابدی سمجھ رہے ہیں۔ مگر دکھ ہے تو یہ۔ آفت ہے تو یہ کہ مولوی صاحب کی پارٹی میں ان کے ہمخیال چالیس نہیں ملتے۔ اگر چالیس کی تعداد ان کے ہاتھ آجاتی۔ تو مولوی صاحب کو انکار بعد از اقرار کی ضرورت نہ پڑتی۔ وہ دلیر ہو کر کھڑے ہو جاتے۔ کہ چالیس کی تعداد جو ہمارے ساتھ ہے۔ وہ فوراً انتخاب خلیفہ کے وقت سینہ سپر ہو کر قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند کے مطابق ہم میں سے کسی کو خلیفہ بنا دینگے۔ رہ رہ کر دل میں ابال اٹھتے ہیں۔ کلیجہ منہ کو آرہا ہے ہاتھ پاؤں سرد ہو رہے ہیں۔ دل دھڑک رہا ہے۔ سینہ شق ہوا جاتا ہے۔ کوئی تدبیر بجز اس کے بن نہیں پڑتی۔ کہ صدر انجمن کو جس کی ساری باگ ایم۔ اے اینڈ کو کے ہاتھ میں ہے حقیقی جانشین بتا کر شخص واحد کی خلافت کو اوڑا دیا جائے۔ مگر آہ۔ آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔ جب نور الدین اعظم کی اپنی دستخطی وصیت یاد آجاتی ہے۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وصیت

۱۳ رمارچ کو عصر کے وقت ایک غشی کے آنے کے بعد کچھ افاقہ ہونے پر حضرت خلیفہ اوّلؓ نے سلسلہ احمدیہ کے سب سے بڑے خیر خواہ اور ہمدرد اور فدائی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کو بلوایا۔ اور کاغذ قلم دوات کے واسطے حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ کو حکم دیا۔ اور پھر اپنے دست مبارک سے مندرجہ ذیل وصیت لکھ کر فضیلت مآب مولوی محمد علی صاحب کو دیکر فرمایا۔ کہ تین دفعہ سب حاضرین وقت کو اپنی زبان سے پڑھکر سناویں جب ایم۔ اے صاحب سنا چکے۔ تو نور الدین اعظم نے پوچھا کہ کہو کوئی بات رہ تو نہیں گئی۔ یہ ٹھیک ہے یا نہیں؟ اس پر مولوی صاحب نے طوعاً و کرہاً سر تسلیم خم کر کے کہا کہ حضور ٹھیک ہے۔ بعد ازاں حضرت خلیفہ اوّل نے اس پر اپنے دستخط کر کے وصیت مذکور کو جناب نواب محمد علی خانصاحب کے پاس بطور امانت رکھوا دیا۔ اور وہ وصیت یہ ہے:۔

نور الدینؓ اعظم کی آخری وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ مع التسلیم۔ خاکسار نقائمی حواس لکھتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میرے بچے چھوٹے ہیں۔ ہمارے گھر میں مال نہیں۔ ان کا اللہ حافظ ہے ان کی پرورش یا پرورش یتامیٰ و مساکین سے نہیں۔ کچھ قرض حسنہ جمع کیا جاوے۔ لائق لڑکے ادا کریں۔ یا کتب جائداد وقف علی الاولاد ہو۔ میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک حتیم پوشی درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا۔ وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام ؛

نور الدین ۱۳ رمارچ ۱۴ء

اس وصیت کو پڑھ لینے کے بعد جو کچھ حالت کسی قلب سقیم کی ہو سکتی ہے اس کو قلب سلیم اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اس وصیت نے سب پرانے متمنی اور امیدواروں کی کمریں توڑ دیں۔ اور خلیفہ ثانی کو ایسی طرز سے متعین کر دیا جس سے عمدہ اور ابلغ طرز کسی باخدا انسان کی آلہی منشاء کے اظہار کے متعلق ہو نہیں سکتی ؛

۲۔ خلیفہ اوّل کی وصیت کو تین بار پڑھ کر سمجھ لینے کے بعد حضرت ایم۔ اے کا نقشہ بگڑنا شروع ہوا۔

اور سمجھ لیا۔ کہ فاروقی خلافت کا دور دورہ پھر پھر ہی آگیا۔ اب کوئی برہم زن خلافت تدبیر کرنی چاہیئے۔ بڑی جانکاہی اور صلاح و مشورہ خالقین کے بعد آپ کو وہ تدبیر سوجھی جو "ایک نہایت ضروری اعلان" کی صورت میں بذریعہ پمفلٹ شائع ہوئی۔ اس بمب میں مندرجہ ذیل چند قسم کے آلات ضرر رساں بھرے گئے تھے۔

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں لکھا ہے۔

"الوصیت حاشیہ! ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے۔ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے۔ وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا"

۲۔ یہ تو صحیح ہے۔ کہ چالیس مومنوں کی اتفاق رائے سے ایک شخص کو حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ لوگوں سے بیعت لے۔ لیکن اس کے متعلق جو شہادت خود وصیت کی عبارتوں سے ملتی ہے۔ اور وہ جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شہادت دی۔ اس پر بھی غور کر لینا ضروری ہے۔ سو سب سے پہلے میں مسیح موعود کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ انہی الفاظ کو جو اوپر درج کئے گئے ہیں۔ پڑھ کر حضرت مسیح موعودؑ کے کمرے میں ہی چند خاص احباب میں جو وہاں موجود تھے۔ یہ بحث ہوئی۔ کہ آیا ان الفاظ سے ایک خلیفہ ہونا پایا جاتا ہے یا ایک ہی وقت میں بہت سے بیعت لینے والے ہو سکتے ہیں۔ کہ جہاں چالیس کسی پر اتفاق کر لیں وہ لوگوں سے بیعت کر لیا کرے۔ اتنے میں حضرت مسیح موعودؑ تشریف لے آئے۔ تو ہم نے آپؑ کی خدمت میں یہی بات پیش کر دی۔ اور دریافت کیا۔ کہ حضور کا کیا مطلب ہے آپؑ نے فرمایا۔ میرا یہی مطلب ہے۔ کہ جہاں چالیس مومن اتفاق کر لیں۔ وہ ایک شخص کو مقرر کر دیں۔ اس پر خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضرت اس طرح تو گاؤں گاؤں میں خلیفہ ہو جائیگا آپؑ نے فرمایا۔ کہ اس میں آپ کا کیا نقصان ہوگا۔ وہ تو جماعت کو ترقی دینے والے ہوں گے اور انتظامی معاملات ہم نے انجمن کے سپرد کر دیئے ہیں۔ میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ یہ واقع بالکل صحیح ہے۔ اس وقت میرے علاوہ دو اور شخصوں کی موجودگی تو مجھے یقیناً یاد ہے۔ یعنی ایک خواجہ کمال الدین صاحب اور دوسرے مولوی غلام حسن صاحب۔ لیکن یہ بھی خیال ہے۔ کہ دو تین خاص احباب میں سے تھے جن کی تعیین میں اب یادداشت سے نہیں کر سکتا کم از کم مولوی غلام حسن صاحب پشاور۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب کو میں قسم دیتا ہوں۔ کہ وہ اپنا حلفی بیان اس واقعہ کے متعلق شائع کریں۔ پھر اگر یہ شہادتیں بھی کسی شخص کے نزدیک قابل پذیرائی نہیں تو اس سے میری بحث نہیں۔ لیکن حق اور سچائی سے محبت کرنے والوں کے لئے یہ کافی شہادت ہے۔

جو مسیح موعودؑ کے اپنے منہ کی ہے۔ کہ ان بیعت والوں سے آپؑ کی مراد صرف وہی لوگ تھے۔ جن پر کسی جگہ چالیس مومن اتفاق کر لیں۔ پس اب بھی اگر قادیان میں ہو یا کسی اور جگہ چالیس آدمی اس طرح پر کسی پر اگر اتفاق کر لیں۔ تو وہ اس بات کا تو بیشک مجاز ہے۔ کہ سلسلہ میں داخل کرنے کیلئے لوگوں سے مسیح موعود کے نام پر بیعت لے۔ لیکن اس سے زیادہ اس کو کوئی خاص امتیاز حاصل نہیں ہو سکتا"

۳۔ حضرت مسیح موعود کی اس زبانی شہادت کے علاوہ اس عبارت کے الفاظ بھی قابل غور ہیں۔ کہ "وہ میرے نام پر بیعت لے" جس کے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ وہ بیعت صرف سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے ہے۔ نہ کسی اور غرض کے لئے۔ پھر یہ فرمایا کہ "اس کی غرض یہ ہے۔ کہ سب لوگوں کو دین واحد پر جمع کیا جائے" اس سے بھی صاف مفہوم سلسلہ میں داخل کرنے کا نکلتا ہے۔ نہ بیعت توبہ کا"

۴۔ دوسری بات جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کا کوئی حکم وصیت میں یا کسی دوسری جگہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں پایا جاتا۔ جس کی رُو سے ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ دوبارہ کسی شخص کی بیعت کی ضرورت ہو۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت سے جو سوال پیدا ہوتا ہے اس کا جواب میں علیحدہ دوں گا۔

۵۔ بیعت کے معاملہ میں جو ایک دھوکہ لگا ہوا ہے وہ یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے صحابہؓ نے بھی بیعت کی تھی۔ مگر وہ بیعت توبہ نہ تھی۔ بلکہ ملکی انتظام کیلئے بیعت تھی۔ اور اس قسم کی بیعت ہرگز نہ تھی۔ جیسی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیتے تھے۔ پھر میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ خلفاء کی بیعت فرداً فرداً تمام مسلمان کبھی نہ کرتے تھے۔ پھر کوئی شخص ایک بھی نظیر پیش کر سکتا ہے۔ کہ کسی عورت نے بھی کبھی کسی خلیفہ کی بیعت کی ہو

۶۔ بیعت کے معنی تو اپنے آپ کو بیچ ڈالنے کے ہیں۔ اس لئے ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ نہ کر سکتا تھا۔ کہ کسی مسئلہ میں آپؐ سے اختلاف رکھے۔ آپؐ کا ہر فرمان واجب التعمیل تھا۔ لیکن آپؐ کے خلفاء کی بیعت میں یہ امر ہرگز نہ پایا جاتا تھا۔ تاریخ کو تلاش کر کے دیکھ لو۔ صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے۔ کہ انتظام ملکی کے قائم رکھنے کے لئے بڑے عمائد اور رؤسا اقوام وغیرہ یا خاص دارالخلافہ کے ممتاز لوگ خلفاء کی بیعت کرتے تھے۔ اور وہ ان معنوں میں بیعت نہ تھی۔ جن معنوں میں آنحضرتؐ بیعت لیتے تھے۔ اسی طرح پر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت اصل معنوں میں بیعت تھی۔ جس طرح آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت تھی۔ لیکن آپؐ کے بعد کوئی ملکی انتظام باقی نہیں رہا۔ جس کے لئے اس قسم کی بیعت کی بھی ضرورت ہو۔ جیسے خلفاء راشدینؓ کی بیعت کی تھی"

آپؑ کی تحریریں تو ایک طرف آپ کے خیال میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کہ جو لوگ آپؑ کے ہاتھ پر آپ کے سلسلہ (احمدیہ) میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان کو پھر اور کی بیعت کی ضرورت بھی باقی ہے"

۷۔ ہاں ایک اور سلسلہ بیعت کا صوفیاء میں مروج ہے

جسے بیعت تو یہ کہتے ہیں۔ اس بیعت میں داخل ہو کر کبھی انسان اپنے مرشد کے احکام کا اسی طرح مطیع ہو جاتا ہے۔ جو آنحضرت صلعم یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا مفہوم ہے۔ مگر اس کو بیعت خلافت راشدہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اسی کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں کی۔ اور اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح کے جملہ احکام کو خواہ وہ مسائل کے بارے میں ہوں یا کسی اور بارے میں ان سب لوگوں کے لئے ماننا ضروری قرار دیا گیا۔ جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پس خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحبؓ کی بیعت اس سلسلہ میں ایک خصوصیت رکھتی ہے۔" (اعلان مذکورہ صفحہ ۴ تا ۱۲)

یہ ہے۔ وہ آتشگیر مادہ جو "ایک نہایت ضروری اعلان" میں فتنہ خلافت پر حملہ کرانے کے لئے پوری تیاری کر کے مگر از خود رفتگی سے بھرا گیا ہے۔ اس کو پڑھ کر ہر ایک سچا احمدی اس نتیجہ پر فوراً سے پیشتر پہونچ سکتا ہے کہ مولوی محمد علی اینڈ کو نے جماعت احمدیہ کو پچاس سال پیچھے ڈالنے کی کوشش کر کے نفس خلافت سے ہی انکار کر دیا ہے۔

یہ تحریر اگر اظہار الحق نمبر اول و دوم کی طرح گمنام ہی شائع کر دیتے تو چنداں قابل توجہ نہ ہوتی۔ مگر ایک نامی انسان کے ہاتھ اور قلم سے اس کا نکلنا نہ صرف تعجب خیز ہی ہے۔ بلکہ حیرت انگیز بھی ہے میں سر دست نفس خلافت کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے پہلی بات یہ بیان کی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کا کوئی ایک شخص با اختیار خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایک وقت میں کئی بے اختیار خلیفے ہونے ضروری ہیں۔ الا وہ چالیس احمدیوں کے اتفاق سے جا بجا ہو سکتے ہیں۔ اور اسکی دلیل الوصیت میں مسیح موعود علیہ السلام کا وہ فرمان ہے جو آپ کے بیان کردہ فقرہ نمبر ۱ میں اوپر نقل کیا گیا ہے اس دعویٰ کا فیصلہ کرنے کے لئے ہمیں امور ذیل کا معلوم کر لینا بہت ضروری ہے۔

الف۔ وصیت لکھنے اور کرنے والا کون تھا؟

ب۔ اس نے کیا وصیت کی تھی؟

ج۔ اور کس کو وصیت کی تھی۔ جو اس پر عمل کر کے وصیت کو پورا کریں؟

امر اوّل کا جواب تو یہ ہے۔ کہ موصی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ جو مامور من اللہ تھے

اور **امر دوم** کا جواب بقول منکرین خلافت یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے وصیت میں فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی ایک شخص واحد بحیثیت خلیفہ یا اختیار نہ مقرر ہو۔ بلکہ جس جس مقام پر چالیس احمدی کسی کو انتخاب کر لیں۔ وہی اس مقام پر غیر احمدیوں سے سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کے واسطے بیعت لے۔ اس سے زیادہ اُسے کوئی اختیار یا منصب یا امتیاز نہ ہوگا۔ اور ایسے کئی شخص ایک ہی وقت میں جا بجا بیعت لینے والے منتخب ہو سکتے ہیں۔ مگر ان کو احمدیوں سے بیعت لینے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اور نہ وہ لوگ جو میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ دوبارہ ایسے منتخب شدہ شخصوں کی یا کسی اور واحد خلیفہ کی بیعت کریں۔ اور **امر سوم** کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ وصیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تمام احمدی قوم کو عموماً اور مہاجرین کو خصوصاً اور ان میں سے اکابرین کو بالخصوص اور اہل بیت کو اخص طور پر کر کے ان سب کو درجہ بدرجہ موصی الیہ یعنے وصیت پر عمل کرنے والے قرار دیا تھا اور یہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ وصیت کا وصی کے حسب منشاء عملی طور پر پورا کرنا ہر ایک متقی مومن کا فرض ہے۔ اور ایسی وصایا پر عملدرآمد ہمیشہ وصی کی وفات کے بعد ہی ہوا کرتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی ادنیٰ مومن کی وصیت کو پلٹ دینا ایک گناہ ہے تو ایک مامور من اللہ۔ نبی اللہ۔ مرسل۔ مسیح و مہدی سید الاتقیاء۔ امام الاولیا جری اللہ فی حلل الانبیا کی وصیت کے خلاف کرنا۔ اور وصی کی منشاء کو بالکل توڑ دینا کس قدر عند اللہ قابل مواخذہ اور گناہ کبیرہ ہوگا۔

اور اصل موصی الیہم جو وصیت کے امین تھے۔ اگر وصی کے وفات پانے ہی کلھم اجمعین وصیت کے سراسر خلاف چل کر وصی کے منشاء کو چھوڑ دیں۔ تو کس قدر تقوی اور ایمانداری کے مخالف ہونگے؟ یہ سوال قابل غور ہے۔

بہر حال جبکہ وصی اور موصی الیہم اور وصیت کا پتہ لگ گیا۔ تو اب دوسرا امر جس پر ہم سب کو غور کرنا ہے یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات پر وصیت کو پورا کرنے والوں نے کیا عمل کیا؟ اور ان کا وہ عمل وصیت کے مطابق تھا اور وصی کی منشاء کے عین موافق تھا یا نہیں؟ اور عمل کرتے وقت انہوں نے وصیت کے منشاء کو مقدم رکھ کر اس کا اظہار کر دیا تھا یا نہیں۔ کہ یہ عمل ہم وصیت کے موافق اور عین مطابق کرتے ہیں؟ ان تینوں باتوں کے معلوم ہو جانے سے ہر ایک احمدی کو حق کا سمجھ لینا نہایت آسان ہو جائے گا لہذا ہم ان تینوں امور کی تحقیق ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

تحقیق امر اوّل کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر موصی الیہم یعنے وصیت کے امین اصحاب عام و خاص نے کیا عمل کیا؟ یہ ہے۔ کہ اہل بیت وصی سے لے کر تمام اصاغر و اکابر مہاجرین و احمدی قوم نے ایک شخص کو جو سب میں افضل تھا۔ واحد با اختیار خلیفہ تسلیم کر کے اس کو خلیفۃ المسیح کے نام سے موسوم کیا۔ اور اس کا نام نورالدین اعظمؓ رکھا خدا کی اس پر اور اس کی آل و اولاد پر بے شمار رحمتیں ہوں۔

تحقیق امر دوم۔ کہ ان کا یہ عمل وصی کے منشاء اور وصیت کے مطابق تھا یا نہیں؟ یہ ہے کہ بیشک ان کا ایک شخص کو واحد خلیفہ با اختیار تسلیم کرنا عین وصی کی منشاء اور وصیت کے مطابق تھا۔ ورنہ سب گنہگار اور گمراہ قرار پائیں گے۔

تحقیق امر سوم کہ عمل کرتے وقت انہوں نے یہ ظاہر کر دیا تھا یا نہیں۔ کہ ہم ایک خلیفہ با اختیار وصی کی منشاء اور وصیت کے مطابق تسلیم کرتے ہیں۔ زنگہ

خلاف وصیت" یہ ہے۔ کہ بڑے زور سے زبانی اور تحریری طور پر اظہار کر دیا تھا۔ کہ نور الدین رضی اللہ عنہ کو ہم وصیت کے مطابق واحد و با اختیار خلیفۃ المسیح تسلیم کرتے ہیں۔

ان سب باتوں کا تحریری ثبوت

آؤ میں آپ کو موصی الیہم کی تحریری و دستخطی دستاویز مندرجہ بالا تینوں امور کے متعلق ایسی دکھاؤں کہ جائے انکار و فرار ہی کسی کو نہ رہے۔ نکالو اخبار بدر جلد ۷ نمبر ۲۲ مورخہ ۲ رجون ۱۹۰۸ء کا صفحہ ۶۔ کالم دوم کی وہ درخواست جو اس مضمون میں اوپر نقل کی گئی ہے اور عاملان وصیت مسیح موعود علیہ السلام نے نور الدین رضی اللہ عنہ کے حضور میں بقائمی حواس و درستی عقل بلا اکراہ و ترغیب غیری لکھ کر بثبت دستخط خود پیش کی تھی۔

لیجئے ناظرین! ہم نے بفضلہ الٰہی منکرین خلافت کو تا بدروازہ ہی نہیں پہونچایا۔ بلکہ دست بدست دگرے دیتے ہوئے دکھایا ہے۔ اور اس سب کارروائی کو اس اطلاع میں حضرت ایم۔ اے صاحب کے اقنوم ثالث خواجہ (جن کی شہادت پر آج الوصیت کی تفسیر آپ بیان فرما رہے ہیں۔) کی قلم سے لکھا ہوا دکھایا ہے۔ جس میں تثلیث مقدس کا اقنوم اوّل بھی شامل ہے۔ کہ ہر دو اقنوم نے "وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق" نور الدین کے ہاتھ پر باوجود احمد کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کے دوبارہ احمد کے نام پر ہی نہ صرف خود بیعت کی۔ بلکہ تمام احمدی قوم کو بیعت کرنے کے واسطے مجبور کیا۔ کہیئے اب تو کچھ کسر نہیں رہی۔ جبکہ الوصیت کی عملی تصویر اور فعلی تفسیر اپنے قول و فعل سے مفسرین حال نے کر کے دکھا دی۔ اس پر بھی اگر کوئی صندی خدا ناشناس اندھا ہو کر خرگوش کی تین ہی ٹانگیں کہنے لگے۔ اور اس تثلیث کا دلدادہ ہو کر "میں نہیں مانتا میں نہیں جانتا" ہی کہتا جائے۔ تو اس کی تنبیہ کے لئے ایک مکالمہ کے رنگ میں اس کو حل کر دیتے ہیں۔ شاید کوئی اسی طرح ہی سمجھ جائے۔

تسلیم خلافت پر ایک نتیجہ خیز مکالمہ

مصدق خلافت! مولوی محمد علی صاحب!! آپ نے اپنی درخواست اور اس اطلاع مندرجہ بدر میں جو نور الدین اعظم کو مطابق فرمان و وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت با اختیار خلیفہ واحد قبول کر کے خلیفۃ المسیح کے لقب سے ملقب کیا ہے یہ قبولیت و تسلیم و تقرر خلیفہ الوصیت کے کس فرمان کے مطابق ہے؟

منکر خلافت! میرا یقین ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ پاک وجود مولوی نور الدین کا جو خلیفۃ المسیح کہلایا۔ اور جو ایک ہی خلیفۃ المسیح کا اپنے اصلی معنوں میں کہلانے کا مستحق ہے۔ ہمیں حضرت مسیح کی جگہ ہماری روحانی تعلیم کی تکمیل کے لئے دیا تھا۔

(ایک نہایت ضروری اعلان صفحہ ۱۱)

مصدق۔ میرا سوال تو آپ کی درخواست و اطلاع مندرجہ بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء کی بناء پر ہے کہ اس میں جو آپ نے نور الدینؓ کو الوصیت کے مطابق خلیفۃ المسیح قبول کیا ہے۔ یہ آپ بتائیں کہ وصیت میں کس جگہ کسی شخص کو خلیفۃ المسیح تسلیم کرنے اور تمام قوم کو اس سے بیعت کرنے کا حکم ہے۔ اس کے جواب میں آپ نور الدینؓ کی فضیلت بیان کر رہے ہیں۔ جو متنازعہ فیہ نہیں۔ متنازعہ امر نور الدینؓ کی خلافت ہے نہ فضیلت؟

منکر۔ الٰہی منشا نے سلسلہ کی مزید تقویت کیلئے سب دلوں میں مسیح موعودؑ کی وفات پر یہ ڈال دیا کہ اس پاک وجود سے جو نور الدین کی شکل میں تم میں موجود ہے۔ وہی روحانی تعلق پیدا کرو۔ اسلئے اس کا انتخاب چالیس نے نہیں کیا۔ بلکہ قوم کی گردنیں الٰہی ارادہ سے اس کے آگے جھک گئیں"

(اعلان مذکور صفحہ ۱۱)

مصدق! مولوی صاحب تو بڑے عالم و فاضل ہیں۔ ایم۔ اے ہیں۔ سوال کا جواب دیں۔ اور ایسی باتیں بنا کر اپنے لئے مزید دشواریاں جوابدہی کی نہ بڑھائیں۔ کیونکہ گفتگو وصیت اور اس پر جو عمل ہوا ہے۔ اس کے متعلق ہے۔ جو آپ کا منظور شدہ اور شائع کردہ ہے۔ آپ سوچ کر جواب دیں۔ کہ نور الدینؓ کو خلیفۃ المسیح آپ نے کس فرمان وصیت کے مطابق قبول کیا۔ اور قوم کو کروایا آپ صاف صاف کہیں۔ کہ الوصیت کے فلاں فقرہ کے مطابق تھا۔

منکر! صرف ایک بات پلّے باندھ لینا۔ کہ مولوی نور الدین صاحب کی بیعت تم نے کیوں کی اور جب ایک دفعہ کر لی تو ہمیشہ کے لئے ضروری ہو گیا طریق حق نہیں ایک امر میسر آ گیا۔ اور نفل کے طور پر اسے ادا کیا۔ تو اس سے وہ فرض نہیں بن سکتا"

ضمیمہ پیغام صلح ۲۴ رمارچ نمبر ۷۔ ۱۰ (ب) کالم دوم

مصدق! مولوی صاحب! خدارا ذرا تو انصاف فرما دیں۔ اور عقل کو کام میں لا دیں۔ آپ تو ایم۔ اے کی ڈگری کے ساتھ وکالت بھی پاس کئے ہوئے ہیں۔ پھر ایسے مضطربانہ جواب کیوں دیتے ہیں۔ اور جو طریق حق کو پانے کا ہے۔ اسی کو آپ "طریق حق نہیں" کہہ کر جان چھڑاتے ہیں یہ امر تقویٰ کے خلاف ہے۔ آیئے میں آپ کو نور الدین کی خلافت و بیعت کا مطابق فرمان وصیت ہونا ثابت کر کے بتاؤں۔ کہ اس طریق کو خلاف حق کہنا الباطل کی اعانت کرنا ہے۔ ذرا توجہ اور غور سے سنئے۔ آپ نے جوش مخالفت اور زور تقریر میں لاہوری جلسہ کے اندر آیت استخلاف کی بحث میں یہ فرمایا ہے۔ کہ:۔

(۱) "جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت ہے۔ اور حضرت صاحبؑ نے خود اپنے آپ کو آخری خلیفہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۸ پر لکھدیا ہے۔ تو اب اس کے بعد اس کے خلفاء آیت استخلاف کے نیچے کیونکر آ سکتے ہیں"

(۲) "اس کے لئے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام (بنی اسرائیلی) کے بعد کس طرح کی خلافت ہوئی تھی۔ کیونکہ قرآن کریم نے عجیب معیار جو بتا دیا ہے۔ وہ کما

استخلف الذین من قبلھم میں ہے۔ اگر موسوی سلسلہ میں حضرت مسیحؑ (اسرائیلی) کے بعد کوئی سلسلہ خلافت روحانی کا دکھا سکتے ہو۔ تو یہ مماثلت بھی کوئی فائدہ دے سکتی ہے۔ ورنہ اس کا پیش کرنا بے معنی ہے۔ حضرت مسیحؑ (ناصری) کے بعد کوئی سلسلہ خلافت کا نہ تھا۔"

(ضمیمہ پیغام نمبر ۲ صفحہ ب کالم دوم)

دیکھئے آپ نے اس تقریر میں دو غلط باتیں ایسی فرمائی ہیں۔ جن سے آپ کو احمدیوں کے سامنے ندامت اٹھانی پڑے گی۔ ایک تو یہ کہ مسیح موعودؑ کے خلفاء آیت استخلاف کے نیچے نہیں آسکتے۔ دوم چونکہ مسیح ناصریؑ کے بعد اس کا کوئی روحانی خلیفہ نہیں ہوا۔ اس لئے مسیح محمدیؑ کے بعد جو کہ تمثیل مسیح ناصری ہے۔ کیونکر کوئی خلیفہ ہو سکتا ہے۔ میں آپ کی اس ناواقفیت پر افسوس کرتا ہوں۔ کہ آپ کو سلسلہ احمدیہ کے معتقدات مسلمہ سے آگاہی نہیں یا آپ کو علم تھا۔ مگر اس وقت حق کی مخالفت سے سب دریا برد ہو گیا۔

سنو! آپ نورالدینؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہو۔ اور حیث تک فسق بیعت کا آپ اعلان نہ کریں آپ کی یہ تحریر جو "اعلان" کے صفحہ ۱۱ پر ہے۔ آپ پر حجت منیر ہے۔ اور وہ تحریر یہ ہے۔ کہ "حضرت خلیفۃ المسیح (نورالدین) کی بیعت آپؓ کے علم و فضل کے آگے سر نیچا کرنے کے لئے تھی۔ اور اس کے لئے ضروری تھا۔ کہ اپنی جملہ خواہشات کو اس کے سپرد کر دے۔ نہ یہ کہ مرشد کہتا ہے۔ فلاں بات درست ہے۔ تو مرید کہتا ہے۔ کہ مرشد نے سمجھا ہی نہیں میں اس سے بہتر سمجھتا ہوں۔ یہ بیعت کر لینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کی گستاخی ہے۔"

آپ کے اس اقرار کے مطابق میں خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کا فرمان واجب الاذعان پیش کرتا ہوں۔ جو آپ نے ایک سائل کے اس جواب میں لکھا تھا۔ کہ "اس وقت آپ کی بیعت کرنی کیوں ضروری ہے؟" آپ نے فرمایا کہ

(۱) "عزیزمن بیعت صرف معاہدہ ہی نہیں ہوتا جیسا آپ کا خیال ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ ایک شخص کی وجاہت اور عزت بڑھانی چاہتا ہے (ایم۔ اے۔ اینڈ کو دیکھ لے۔ کہ ان کا مقبولہ پیشوا بیعت کی کیا حقیقت بتا رہا ہے۔ اور بیعت کو کس قدر ضروری فرما رہا ہے۔ فاروق) پھر جو شخص اس اعزاز کی خلاف ورزی کرے۔ وہ اللہ کا مقابلہ کرتا ہے۔ ماموروں کے خلفاء سب ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر مامور صادق راستباز ہے۔ تو اس کا جانشین اسی اصل کا حکم رکھتا ہے سورہ نور میں صاف آیت خلافت کے بعد اللہ تعالےٰ منکران خلافت کو فاسق فرماتا ہے۔

(بدر جلد ۸ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

۲۔ آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا۔ اور پھر اپنی سرکار کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ بنایا۔"

(بدر ۱۱ جولائی ۱۲ء صفحہ ۴ کالم اول)

ایم۔ اے۔ اینڈ کو ان دونوں اقتباسوں کو بغور دیکھ کر بتائیے۔ کہ ان میں آپ کے مسلّمہ مرشد نے اپنی خلافت کو آیت استخلاف کے نیچے رکھ کر منکر کو فاسق بتایا ہے یا نہیں؟ اور اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ قرار دیا ہے یا نہیں؟

.....

..... اس کے علاوہ ایم۔ اے صاحب نے خود اپنے فتنہ انگیز "اعلان" میں تسلیم کیا ہے۔ کہ اللہ نے بہ پاک وجود مولوی نورالدین کا جو خلیفۃ المسیح کہلایا اور (۳) جو ایک ہی خلیفۃ المسیح کا اپنے اصلی معنوں میں کہلانے کا مستحق ہے۔ ہمیں حضرت مسیح کی جگہ ہماری روحانی تعلیم کی تکمیل کے لئے دیا تھا۔" صلا

دیکھ لو۔ اب تو فیصلہ ہو گیا۔ اور ہم نے تمام منکرین خلافت اور ان کے امام و سرگروہ حضرت ایم۔ اے صاحب پر اتمام حجت کر دیا یا نہیں؟ ایم۔ اے اینڈ کو جو یہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء آیت استخلاف کے نیچے نہیں آسکتے۔ ان کا اعلم و افضل و اتقیٰ پیشوا جس کے علم و فضل کے آگے بغیر بیعت کئے بھی اپنی گردنیں جھکانے کو تیار تھے۔ فرماتا ہے۔ کہ میں ابوبکرؓ اور عمرؓ کی طرح آیت نور کے ماتحت خلیفہ بنایا گیا ہوں۔ اور میرا منکر فاسق ہے۔ ایم۔ اے صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مسیح ناصری کے بعد کوئی سلسلہ خلافت روحانی کا نہ تھا۔ ایسا ہی تمثیل مسیح کے بعد بھی نہیں چاہیئے۔ مگر ان کے مقتداء جس کے سپرد اپنی جملہ خواہشات کر دی تھیں فرماتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے مرزا صاحب کا خلیفہ کیا۔ اس سے بڑھ کر خود حافظہ نباشد کے مصداق بن کر آپ نے لکھ دیا کہ "نورالدینؓ ہی اصلی معنوں میں خلیفۃ المسیح اور مرزا صاحبؑ کے بعد روحانی خلیفہ تھا۔" خدا کے لئے ایم۔ اے۔ اینڈ کو ہمیں اس گرگٹ نہ رنگی سے معاف فرما کر یقائمی حواس اتنا تو سمجھا دیں۔ کہ جب مسیح موسوی کا کوئی خلیفہ روحانی نہ تھا۔ اور اس کے بعد سلسلہ خلافت نہ چلا۔ تو مسیح محمدی کا نورالدینؓ روحانی خلیفہ اور اصلی معنوں میں خلیفۃ المسیح کس طرح ہو گیا؟ اور اس کا اقرار آپ کو باوجود انکار خلافت اسوقت تک ہے۔ کہ ایک نورالدین ہی اصلی خلیفۃ المسیح تھا یہ عجیب منطق اور جدید علم کلام ہے۔ کہ ایک طرف تو کہتے ہیں۔ کہ مسیح کے بعد کوئی سلسلہ خلافت نہ تھا۔ اور اس کو دلیل میں پیش کر کے تمثیل مسیح کے بعد عدم ضرورت خلافت ثابت کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی کہتے ہیں۔ کہ تمثیل مسیح کا اصلی معنوں میں نورالدینؓ ہی ایک خلیفہ تھا۔ ہماری سمجھ سے یہ انوکھا استدلال باہر ہے۔ اصلی معنوں میں تو جب کوئی شخص خلیفۃ المسیح کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ معنی یا ایسے الفاظ جن کے یہ اصلی معنی قرار دیتے ہیں سامنے ہوں۔ سرے سے جب کوئی خلیفہ ہو ہی نہیں سکتا۔ تو ناجائز خلیفہ کو اصلی معنوں میں کیونکر خلیفہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ فافھم و تدبر و لا تکن من الممترین۔

الغرض ہمارا یہ سوال ہنوز لاجواب ہے۔ کہ

نورالدین رضی اللہ عنہ کو آپ نے کس فرمان الوصیت کے مطابق خلیفۃ المسیح قبول کیا - اور کیوں احمدی ہو کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی؟

منکر - ان سب باتوں کا جواب بار بار یہ دیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (نورالدینؓ) نے اپنی بیعت کے لئے لوگوں کو کہا ہے - یا ہم سب نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی - یا ان کو خلیفۃ المسیح تسلیم کر لیا تھا - تقویٰ کے طریق سے بعید ہے"

(ضمیمہ پیغام نمبر ۱ صفحہ ب کالم ۳)

مصدق - واقعی آپ کا اس لاینحل اور مشکل تر سوال کو ٹالنا - اور اپنے عجز و فرار کا اقرار کرتے ہوئے اپنی دیانت و تقویٰ سے "ناکو آئے ناکو آئے" کہہ کہہ کر کھسیانا ہونا اور اپنے عیب کو چھپانا تقویٰ کے طریق سے بہت بعید ہے - اگر آپ کے قوائے عقلی و دماغی و قلبی حق کی مخالفت اور باطل پر اصرار کرنے سے مر نہیں گئے - تو ذرا اپنے تقویٰ کا نمونہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں - اور منہ سے نہیں تو ذرا دل ہی دل میں تھوڑا سا شرما جائیں - ورنہ تقویٰ کا اس وقت تک نام نہ لیں جب تک اس کا ثبوت اپنے قول و فعل سے نہ دیں - آپ فرماتے ہیں - کہ خلیفۃ المسیح (نورالدینؓ) کی خلافت و بیعت کا بار بار جواب مانگنا تقویٰ سے بعید ہے - مگر یہ نہیں کہتے کہ اس کا جواب متقیانہ ہم سے بن ہی نہیں سکتا - اس لئے کہ ہم آج چھ سال بعد ایک مداہنت کا انکار کر بیٹھے ہیں - اور بری طرح کر بیٹھے ہیں - کہ جس الوصیت کے مطابق ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء سے لیکر ۱۳ رمارچ ۱۹۱۴ء تک ایک شخص کو واحد با اختیار خلیفۃ المسیح مانتے اور کہتے اور منواتے رہے ہیں - آج اسی کو الوصیت کے خلاف کہکر اور خلافت احمدیہ سے منکر ہو کر تمام دنیا کو پیغام پہنچا رہے ہیں - کہ الوصیت میں کسی شخص واحد کا خلیفہ ہونا یا احمدیوں کو اس کی بیعت کرنا غلط ہے -

جس کے لئے آپ نے ذیل کے وجوہات بلود دلیل "پیغام" کے ضمیمہ اور "اعلان" کے سینہ میں بیان فرمائے ہیں جہاں الوصیت کے متن اور حاشیہ سے بزرگ انفاس کو چالیس مومنوں کے اتفاق سے بیعت لینے کا اختیار نقل کیا ہے - وہاں آپ نے یہ فرمایا ہے - کہ

"اس جگہ (الوصیت میں) کئی لفظ ہیں - جو آپ (یعنی مسیح موعودؑ) کے مطلب کو وضاحت سے بتا رہے ہیں "اوّل تو یہاں ایک کا لفظ نہیں رکھا - بلکہ جماعت کے بزرگ استعمال کر کے بتا دیا ہے - کہ بہت سے ایسے شخص ایک ہی وقت میں بیعت لے سکتے ہیں" (جیسا کہ آیت استخلاف میں لیستخلفنھم میں ایک کا لفظ نہیں رکھا - بلکہ سب مومنوں سے وعدہ ہے - مگر اس کا ایفاء وعدہ کے دن سے لیکر مسیح موعودؑ کے زمانہ تک ایک ہی ایک فرد کے ذریعہ ہوتا رہا - جیسا کہ تم نے خود تسلیم کیا ہے - کہ اسلام میں تیرہ سو سال تک ظاہری حکومت رہی - (اور اس ظاہری حکومت میں بھی ایک ہی ایک بادشاہ ہوتا تھا - نہ کہ طوائف الملوکی) اور آخری ایام میں جب وہ ظاہری سلطنت کمزور ہو گئی - تو مسیح موعود کے وجود میں ایک روحانی خلیفہ مبعوث فرمایا گیا" پس آپ کے اصول پر تو آیت استخلاف کے مطابق بہت سے بادشاہ اور روحانی خلیفہ ایک ہی وقت ہونے ضروری ہیں - مگر ایسا نہیں ہوا - کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وقت میں روئے زمین پر کوئی دوسرا خلیفہ آیت استخلاف کے ماتحت نہ تھا - ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ اور دیگر خلفاء راشدین کے زمانہ کا حال ہے - کہ ان کی موجودگی میں (جن کی خلافت کو حضرت مسیح موعود تو خلافت نبوت فرماتے ہیں - اور آپ ظاہری سلطنت) کوئی دوسرا خلیفہ نہ تھا - سب سے آخر حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں روئے زمین پر کوئی خلیفۃ اللہ نہ تھا - حالانکہ آیت استخلاف میں امت محمدیہ کے مومنین سے وعدہ تھا اور بصیغہ جمع ان کو خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا تھا - لیکن جب اس کا ایفاء کیا - تو ایک شخص واحد کے حق میں ہی کیا - اور ایک ہی خلیفہ ایک وقت میں بنایا دس بیس نہیں بنائے - لہذا یہ استدلال آپ کا محض تعصب سے ہے - عقل سے نہیں - شواہد و نظایر سے نہیں (فاروق)

حضرت ایم - اے صاحب! جب کہ الوصیت میں ایک کا لفظ نہیں رکھا تھا - بلکہ جماعت کے بزرگ لکھ کر اپنا مطلب واضح کر دیا تھا - کہ بہت سے ایسے شخص ایک ہی وقت میں بیعت لے سکتے ہیں - تو آپ نے کون سی الوصیت پر عمل کر کے حضرت نورالدین اعظم کو ایک خلیفہ "مطابق فرمان مندرجہ رسالہ الوصیت" قبول کیا تھا؟ کیا اس وقت آپ نے الوصیت کو پڑھا نہیں تھا - یا پڑھ کر وصی کے منشاء کو سمجھا نہیں تھا یا اٹکل پچو محض دیکھا دیکھی بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا - اور خلیفۃ المسیح مطابق وصایا رسالہ الوصیت مان لیا تھا؟ آگے دوسری دلیل آپ یہ فرماتے ہیں - کہ:-

"اگر ایک (خلیفہ) قائم کرنا مراد ہوتا تو چالیس مومنوں کا اتفاق رائے کیوں لکھتے - وہ تو جانتے تھے - کہ میری جماعت لاکھوں تک پہونچی ہوئی ہے"

ماشاء اللہ سخن فہمی بھی آج کل آپ پر ختم ہے حضرت وہ سب کچھ خدا کے فضل سے جانتے تھے - اور سنت اللہ کو پہچانتے تھے - مگر آپ کی طرح ان کی جان پہچان نہ تھی - وہ جانتے تھے - کہ اصل مرکز اور مدینۃ المسیح قادیان ہے - اور مسیح محمدی کا جانشین بھی اسی جگہ ہونا چاہیئے - اور ہوا تھا اور ہوا ہے اور اس جانشین کی موت و حیات بھی اسی مرکز میں ہوگی - جیسی کہ خود مسیح موعودؑ اور آپ کے اصلی معنوں میں خلیفۃ المسیح علیہما السلام کی ہوئی - اور یہ بھی جانتے تھے - کہ جانشین کا تقرر وفات یافتہ کی تدفین سے پہلے ہوتا ہے - جیسا کہ صدیق اول و ثانی کا ہوا اور یہ بھی جانتے تھے - کہ لاکھوں آدمی جماعت کے ایسے وقت میں قادیان میں جمع نہیں ہو سکیں گے - جیسے کہ دونوں موقعوں وفات مسیح موعودؑ و خلیفۃ المسیحؓ پر آپ نے بھی دیکھ لیا - کہ پہلی وفات پر ۱۲ سو اور دوسری پر بقول آپ کے ڈھائی ہزار جمع ہوئے تھے - یہ سب کچھ جان لینے کے بعد آپ نے تقرر خلیفہ کے لئے پہلی بات یہ فرمائی کہ "ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا" (اس "لوگوں" کے لفظ سے جو جمع ہے کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ بہت سے خلیفے مراد ہیں - یہ اسی طرح کی جمع ہے - جس طرح کی لیستخلفنھم

ہیں ہے۔ جبکہ وہاں دو چار دس بیس کو ایک ہی وقت میں خلیفہ اور جانشین بنانے کا وعدہ نہیں۔ بلکہ یکے بعد دیگرے تو یہاں بھی "لوگوں" سے مراد ان کا یکے بعد دیگرے منتخب ہونا ہے۔ ورنہ پہلے لیستخلفنھم میں یہ ثابت کرو۔ کہ ایک ہی وقت میں ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اور آپ کے مسلمہ مسیح موعودؑ علیہ السلام کو خلیفہ بنا دیا تھا) مگر یہ جانتے ہوئے کہ مومن تو تمام احمدی قوم ہے۔ جسکی تعداد لاکھوں تک ہے۔ جو مختلف دیار و امصار دور دراز میں سکونت رکھتی ہے۔ وہ بھلا وصی وفات یافتہ کی تدفین سے پہلے سب کی سب کس طرح قادیان میں جمع ہو سکتی ہے۔ آپ نے اس عمومیت کی ایسی تحدید کر دی کہ جس کا ایسے موقعہ پر جمع ہو جانا ممکن تھا۔ اور اگر باہر سے نہ بھی کوئی آسکا۔ تو خود مرکز قادیان میں ہی اتنی تعداد مہاجرین کی موجود مل سکتی ہے۔ فرما دیا۔ کہ "جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے۔ وہ لوگوں سے بیعت لینے کا مجاز ہوگا" اس سے کم کے اتفاق پر وہ بیعت نہ لے۔ پھر اس کے بعد رفتہ رفتہ دور دور والے بھی اس بیعت میں شریک ہوتے رہینگے چالیس کی تعداد اقل درجہ کے لئے رکھی ہے۔ نہ کہ جا بجا خلیفے بنانے کے لئے۔ ذرا سوچو اور خوب سوچو ہاں اس میں جس شخص کا لفظ لکھ کر یہ بات خود کھول دی گئی۔ کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ ہونا چاہیئے منہ کہ دو۔ چار۔ دس۔ بیس۔ اگر ایک سے زائد کا انتخاب ایک وقت میں اور مختلف مقامات میں آپ کی مراد ہوتی۔ تو یوں فرماتے۔ کہ جن جن اشخاص کی نسبت جہاں جہاں چالیس مومن اتفاق کرینگے۔ وہاں وہاں وہ اشخاص لوگوں سے بیعت لینے کے مجاز ہونگے" یہاں تو ایک شخص فرمادیا ہے۔ اور انتخاب کرنیوالوں کی ممکن الوقوع اقل تعداد معین کر دی ہے۔ جس کے مطابق مومنین و منکرین نے ۲۷ رمئی ۲۸ء کو عمل کر کے دکھا بھی دیا ہے۔ فرمایئے حضرات ایم۔ اے ایڈ کو کیا آپ کا مطلب اس وصیت سے نکلتا ہے یا حضرت مسیح موعودؑ کا۔ جس کا کہ ظہور دوبار آپ کے بعد مومنین جماعت کے اتفاق سے ہو بھی چکا ہے؟ کاش آپ وصی کے منشاء اصلی کا مومنین کے اجماع اوّل سے پورا ہونا۔ اگر یاد رکھتے تو یہ ٹھوکر آپ کو نہ لگتی۔ جس نے آپ کو منہ کے بل نہیں بلکہ سر کے بل گرا دیا ہے۔ اللھم احفظنا من شرور انفسنا۔ آمین۔

تیسری دلیل آپ نے ایک خلیفہ نہ ہونے کی ایسی لکھی ہے۔ کہ جو پہلی دونوں دلیلوں سے بھی نہایت وزندار ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ اس کو ایم۔ اے اینڈ کو سنہری حرفوں میں لکھوا کر خوبصورت چوکھٹے میں جڑوا کر اپنی نشستگاہوں میں آویزاں کرے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ

"اگر ایک (خلیفہ) پر اتفاق کرنا آپ کا مطلب ہوتا تو یا تو ان چالیس آدمیوں کا نام لے دیتے کہ فلاں فلاں چالیس آدمی جس پر اتفاق کریں۔ وہ بیعت لیا کرے۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھ آدمی لے دیئے تھے۔ کہ وہ ایک پر اتفاق رائے کریں۔ تاکہ ایک آدمی ہو سکتا"

ماشاء اللہ جس زور کی یہ دلیل ہے ویسے ہی پر معنی الفاظ اس کے بیان کرنے میں استعمال۔۔۔ کئے گئے ہیں۔ اور جس قدر یہ لطیف استدلال ہے اسی قدر فصیح و بلیغ اور عام فہم عبارت میں اسکو ادا کیا ہے۔ واقعی ایم۔ اے اینڈ کو اس پر جتنا بھی ناز کریں بجا ہے۔ اور جتنا فخر کرے زیبا ہے۔ یہ نہ کی باتیں بھلا کسی انصار اللہ یا مصدق خلافت کو کہیں سوجھ سکتی ہیں۔ منکرین خلافت خصوصاً بی۔ ٹی اور لنڈنی خلیفہ کو تو اس پر قربان ہو جانا چاہیئے۔ اس دلیل کے ضمن میں ایک فقرہ "تو یا تو" اس غضب کا ہے۔ کہ جس کا مقابلہ اس دوسرے فقرے کے سوا جو یہ ہے کہ "جس طرح حضرت عمر نے چھ آدمی لے دیئے تھے" کوئی کر نہیں سکتا "تو یا تو" سب کو مرعوب کر دیا تھا۔ کہ آگے چل کر خدا جانے اور کیا کیا دلائل دینگے۔ مگر حضرت عمرؓ نے نہ معلوم کہاں سے اور کس کو چھ آدمی لے دیئے تھے نے دلائل کا خاتمہ کر دیا۔ اور "تو یا تو" کا گلا گھونٹ کر وہیں دفن کر دیا۔

بھلا کوئی عقلمند اس استدلال سے یقین کر سکتا ہے کہ اس کا مستدل اور بیان کرنے والا بدرستی حواس و بقائمی ہوش بول رہا ہے یا جوش مخالفت میں از خود رفتگی کا اظہار کر رہا ہے۔ اگر یہ دلیل "پیغام صلح" میں نہ ہوتی۔ تو میں کبھی باور نہ کرتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی زبان حق ترجمان سے صادر ہوئی ہے۔ مگر "پیغام" نے مجھے مجبور کر دیا۔ کہ میں حضرت ایم۔ اے صاحب کی جدت ہی اسے مان لوں۔

ناظرین! ذرا آپ اس دلیل کی حقیقت کو سمجھ لیں گو اس کے مہمل الفاظ اور بے ربط عبارت اور بے معنے جملے متکلم کے مافی الضمیر کو ظاہر کرنے سے قطعاً قاصر ہیں۔ مگر ایم۔ اے اینڈ کو کی دیگر تحریروں و تقریروں اور قرائن سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ آپ کا منشاء اصلی یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ "اگر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شخص کو خلیفہ کرنا مقصود ہوتا تو آپ ان چالیس آدمیوں کے نام بتا دیتے۔ کہ اس نام کے چالیس آدمی جس پر اتفاق کریں۔ وہ واحد خلیفہ ہوگا۔ مگر آپ نے صرف تعداد چالیس کی معین فرمائی ہے۔ اور ان کے نام نہیں بتائے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گاؤں گاؤں خلیفے بنانے ہی آپ کا مدعا تھا" یہ امر بیان کرنا ایم۔ اے صاحب چاہتے ہیں۔ جس کے لئے الفاظ صحیح آپ کو نہیں ملے۔ اور اس بے جوڑ عبارت میں اس غلط مراد کو بیان کر رہے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ دلیل تو واقعی بڑی جانکاہی سے نکالی معلوم ہوتی ہے۔ صرف کسر ہے تو اتنی کہ حضرت مسیح موعودؑ عالم الغیب نہ تھے۔ نہ ان کی جماعت میں ایسے چالیس فرد موجود تھے۔ جن کی موت کو موت آچکی تھی۔ اور وہ اب قیامت تک زندہ رہنے والے تھے۔ کاش خداوند تعالیٰ نے اس انمل کو ملانے کی غرض سے ایسے چالیس آدمی مسیح موعود کو دیدیئے ہوتے جو کبھی نہ مرتے۔ اور ہمیشہ ہر نئے دور خلافت میں وہ واحد خلیفہ کا انتخاب کر دیا کرتے۔ تو شائد ایم۔ اے صاحب کا جھوٹوں ہی اس پر ہاتھ پڑ جاتا۔ دوسری وجہ اس نئی

(بقیہ اخبار الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر اخبار فاروق منزل قادیان سے شائع ہوا)